REGD. No. L. 5254

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فون نمبر ۴۹

اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

الفضل

روزنامہ
یوم جمعہ
ایک آنہ سات پائی (سابقہ)
فی پرچہ
۱۰ نئے پیسے

ربوہ

شرح چندہ
سالانہ ۲۴ روپے
ششماہی ۱۳ "
سہ ماہی ۷ "

جلد ۵۰/۱۵ ۔ ۳۰ احسان ۱۳۴۰ ہش ۔ ۳۰ جون ۱۹۶۱ء ۔ نمبر ۱۴۹

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

نخلہ ۲۸ جون بوقت ½-۱۰ بجے صبح

کل حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی رات نیند آ گئی۔ اس وقت بھی طبیعت بہتر ہے۔

احباب جماعت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کاملہ وعاجلہ اور درازی عمر کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

اسلامی اتحاد کے لئے مسلمان سربراہوں کی بات چیت مفید ثابت ہوگی

موجودہ اختلافات کے باوجود اسلامی اتحاد کی کوشش کامیاب ہو سکتی ہے۔ (احمدو بیلو)

لاہور ۲۹ جون۔ شمالی نائیجیریا کے وزیر اعظم الحاج سر احمدو بیلو نے کل صوبائی دارالحکومت میں دنیا کے تمام مسلم ممالک کے سربراہوں سے اپیل کی۔ کہ وہ اتحاد اسلامی کے فروغ کے لئے ایک جگہ جمع ہو کر باہمی تبادلہ خیالات کریں۔ آپ نے کہا کہ سربراہوں کی مجوزہ میٹنگ ارض مقدس میں منعقد ہو سکتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس میٹنگ کے بعد تمام مسلم ممالک کے درمیان وہ رشتہ اخوت مضبوط ہوگا۔ جس میں غیر ملکی حکمرانوں کی سازشوں کی بناء پر کہیں کہیں کشیدگی پائی جاتی ہے۔

الحاج سر احمدو بیلو نے کل سہ پہر شالامار باغ میں لاہور میونسپل کمیٹی کی طرف سے دی گئی ایک دعوت استقبالیہ میں شستہ انگریزی کا زبان میں فی البدیہہ تقریر کرتے ہوئے اتحاد اسلامی کی اہمیت پر بہت زور دیا۔ آپ نے کہا مجھے تجربہ کی بناء پر معلوم ہے کہ بعض مسلم ممالک کے درمیان بوجوہ کچھ اختلافات موجود ہیں۔ تاہم میں محسوس کرتا ہوں کہ ان اختلافات کے باوجود دنیا کے مسلمان حکمرانوں کو رشتہ اتحاد میں پرونے کی کوشش کی جائے تو اس کے نتائج یقیناً اچھے ہی ہوں گے۔ کیونکہ دنیا کے تمام علاقوں کے مسلمان آجکل اسلام کے احیاء کے لئے جدو جہد کر رہے ہیں — شمالی نائیجیریا کے پچاس سالہ وزیر اعظم سر احمدو بیلو اپنی کابینہ کے تین وزراء اور متعدد افسروں کے ہمراہ پشاور سے پی آئی اے کے ہوائی جہاز میں کل دوپہر لاہور آئے ہوائی اڈے پر مغربی پاکستان کے گورنر ملک امیر محمد خان۔ مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر لیفٹیننٹ جنرل بختیار رانا۔ چیف سیکرٹری مسٹر ایم خورشید اور دوسرے اعلیٰ فوجی و سول حکام کے علاوہ لاہور میونسپلٹی کے ارکان اور معزز شہریوں نے آپ کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔ معزز مہمان ہوائی اڈے سے ایک جلوس کی صورت میں تقریباً ½-۱ بجے گورنر ہاؤس میں پہنچے۔ راستہ میں کئی جگہ لوگوں نے جمع ہو کر زندہ باد کے ۳

م نعروں سے آپ کا خیر مقدم کیا۔ اور پھول نچھاور کئے۔ سہ پہر کو آپ شہریوں کی دعوت استقبالیہ میں شرکت کے لئے شالامار باغ تشریف لے گئے۔

دعوت استقبالیہ کا انتظام شالامار باغ کے پہلے تختہ کے شہ نشین میں کیا گیا۔ جب آپ کاسنی رنگ کا پھولدار چوغہ اور گلابی پھولوں والی پگڑی پہنے گورنر کے ہمراہ شالامار باغ میں پہنچے تو لاہور ڈویژن کے کمشنر مسٹر حامد رضا لاہور میونسپلٹی کے چیئرمین میجر جنرل نذیر احمد اور دوسرے مقامی حکام نے مہمان خصوصی اور ان کے رفقاء کو طلائی ہار پہنائے۔ شہ نشین میں چلتے ہوئے روشنی کے دوران صوبائی گورنر کے علاوہ مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر لیفٹیننٹ جنرل بختیار رانا اور دوسرے اعلیٰ سول اور فوجی حکام موجود تھے۔ وزیر اعظم نے چلتے روشنی کے بعد لاہور میونسپلٹی کے چیئرمین جنرل نذیر کے سپاسنامہ کا جواب دیتے ہوئے اپنی تقریر میں اتحاد اسلامی کا ذکر کرتے ہوئے کہا ۴م

جاپان میں زبردست بارشیں اور سیلاب

ڈیڑھ سو افراد ہلاک ہو گئے

ٹوکیو ۲۹ جون۔ جاپان میں گزشتہ تین دن کی بارشوں کے بعد جو زبردست سیلاب آئے ہیں ان کے باعث ڈیڑھ سو افراد ہلاک ہو گئے ہیں۔ اس وقت تک ۷۵ افراد کی نعشیں نکالی جا چکی ہیں۔ تقریباً ایک سو افراد لاپتہ بیان کئے جاتے ہیں۔ شدید بارشوں اور سیلاب سے مکانات کو بھی سخت نقصان پہنچا ہے۔ جس کے باعث ڈیڑھ لاکھ افراد اپنے گھروں کو چھوڑ کر محفوظ مقامات پر منتقل ہو گئے ہیں۔ سیلاب کے باعث دو گاؤں کے افراد بری طرح گھر گئے ہیں۔ اور وہ اپنے مکانوں کی چھتوں پر پناہ لئے ہوئے ہیں۔ ان لوگوں کو بچانے کیلئے مقامی پولیس اور فوج زبردست اقدامات کر رہی ہے۔

انڈونیشیا میں روسی اڈے کی تردید

جکارتہ۔ ۲۹ جون۔ انڈونیشی خبر رساں ایجنسی انتارا کی اطلاع کے مطابق انڈونیشی وزیر خارجہ ڈاکٹر سپاندریو نے کہا ہے۔ یہ افواہ بالکل غلط ہے کہ انڈونیشیا نے روس سے جو جنگی ہوائی جہاز حاصل کئے ہیں۔ ان کے بدل میں اس نے روس کو سوڈا بیا میں آبدوزوں کا اڈہ قائم کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ خبر ایجنسی نے وضاحت کی ہے کہ اس مفہوم کی خبر آسٹریلیا کے ایک اخبار میں شائع ہوئی تھی۔ اور جاپانی اخباروں نے اسے خوب اچھالا تھا۔

”مسلمان کی حیثیت سے ہم سب پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم اپنے دین کے تحفظ و فروغ کے لئے ہمہ وقت کوشش کریں۔“

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں ولادت باسعادت

کراچی سے آمدہ یہ خبر جماعت میں خوشی اور مسرت سے سنی جائیگی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۲۷ جون ۱۹۶۱ء مکرم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب کو بچی عطا فرمائی ہے۔ نومولودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی پوتی اور حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا کی نواسی ہے۔

ادارۂ الفضل اس ولادت باسعادت پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی، حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دیگر افراد کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتا ہے۔ اور دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو اپنے فضل سے صحت و عافیت کے ساتھ عمر دراز عطا کرے۔ دین و دنیا کی بے شمار نعمتوں سے نوازے۔ اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روحانی ورثہ سے حصہ وافر عطا فرمائے۔ نیز والدین، خاندان اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین اللّٰھم آمین

ایڈیٹر:- روشن دین تنویر بی۔ اے، ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۳۰ رجون ۱۹۶۱ء

بھارت کے مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیئے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔
" الیوم اکملت لکم دینکم
واتممت علیکم نعمتی
ورضیت لکم الاسلام
دینا "

یعنی آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل اور تم پر اپنی نعمت کا اتمام کر دیا ہے اور میں نے تمہارے لئے اسلام کو دین کے طور پر اختیار کرنے کو پسند کیا ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ جو شخص دین اسلام کو اختیار کرتا ہے وہ اسی لئے کرتا ہے کہ یہ کامل دین ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہم کو دیا ہے اور اس کے ذریعہ اللہ تعالےٰ نے اپنی پوری نعمتیں ہم کو عطا کر دی ہیں اور اللہ تعالیٰ یہی پسند کرتا ہے کہ ہم اسلام کو اپنا دین بنائیں ایک مسلمان کا ایمان ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی جو نعمتیں ملتی ہیں وہ اسلام ہی کے ذریعہ ملتی ہیں۔ اس طرح اسلام سے بڑھ کر ایک مسلمان کے لئے کوئی نعمت نہیں ہو سکتی۔ وہ اس نعمت کے حصول کے لئے ہر نعمت کو چھوڑ سکتا ہے بشرطیکہ وہ خلوص دل سے اسلام کو قبول کرے۔

جہاں تک ایک مخلص مسلمان کا تعلق ہے اس امر کے لئے دو راہیں ہو نہیں سکتیں کہ اس کو ناموافق حالات میں کیا کرنا چاہیئے مشکل اس وقت پیدا ہوتی ہے جب انسان صرف نام کا مسلمان ہو حقیقی طور پر مسلمان نہ ہو۔ جو فرائض اس پر بطور مسلمان کے عاید ہوتے ہیں ان کو پورا کرنے کے لئے تیار نہ ہو بلکہ محض اپنے نام سے صرف فایدہ اٹھانا چاہتا ہو۔ آزادی سے پہلے جب ابھی ملک تقسیم نہیں ہوا تھا۔ پنجاب میں سکھوں کو ان کے حقوق سے بڑھ کر مراعات دی گئی تھیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بعض ہندو جو سمجھتے تھے کہ سکھی اختیار کرنے سے انہیں زیادہ دنیوی فوائد حاصل ہوں گے کیس رکھ لیتے اپنے نام کے ساتھ سنگھ لگا لیتے اور گوردواروں میں آنا جانا شروع کر دیتے۔ چونکہ سکھوں اور ہندوؤں کا تمدن تقریباً ایک سا ہے اور سکھ بھی اکثر باتوں میں ہندوؤں کی رسومات کو اختیار کئے ہوئے ہیں حالانکہ وہ وحدانیت کے عقیدہ کی وجہ سے مسلمانوں کے زیادہ قریب ہیں اس لئے ہندوؤں کا کیس رکھ کر سکھ بن جانا مشکل نہ تھا۔ اس کے برخلاف آج مغربی پنجاب میں بہت سے سکھ "مونے" ہوتے جا رہے ہیں کیونکہ وہاں ہندوؤں کی اکثریت ہے اور سکھوں کو انگریزوں کے عہد جیسی مراعات حاصل نہیں۔

یہ دھرم کا ادل بدل دینی نہیں بلکہ دنیاوی رنگ رکھتا ہے سو اگر کوئی مسلمان محض اس لئے مسلمان ہے کہ اسکو اس طرح زیادہ دنیوی مراعات حاصل ہوتی ہیں تو ایسا مسلمان وہ نہیں ہے جو اسلام کو ایسا دین سمجھ کر اختیار کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ پھر دنیوی فوائد کا ایک اور پہلو بھی ہے کہ بعض مسلمان محض اس لئے مسلمان ہیں کہ وہ باپ دادا کے وقت سے مسلمان چلے آتے ہیں اور ایک خاص برادری میں شامل ہیں جس سے وہ نسلاً بعد نسلٍ مانوس ہو چکے ہیں اور اب وہ پسند نہیں کرتے کہ اپنا تمدن بدل لیں یا پرانے ماحول کو تبدیل کر دیں۔ ایسے مسلمان بھی دراصل اللہ تعالےٰ کے لئے مسلمان نہیں کہلا سکتے۔ ان کو ہم زیادہ سے زیادہ رواجی مسلمان کہہ سکتے ہیں۔

اس طبقہ میں ایسے نو تعلیم یافتہ مسلمان بھی شامل ہیں جو اسلامی اقدار پر تو اپنا ایمان ڈھیلا کر چکے ہیں۔ جو اسلام کی حقیقت سے ناواقف ہیں۔ بعض پیروں کے مرید ہیں جس طرح انہوں نے ان کو بتا دیا ہے اسی کو اسلام سمجھتے ہیں۔

تاہم ایک عظیم چیز جو بعض بے عمل اور نام کے مسلمانوں کو مسلمان رکھنے کے لئے حبل متین کا کام دیتی ہے وہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے اور یہ محبت بعض دفعہ کیا بلکہ اکثر اوقات باوجود دلوں میں گہرا ہونے کے صحیح اسلامی صورت نہیں رکھتی۔

یہ چند مختلف صورتیں ہیں جن کی وجہ سے بھارت کے اکثر مسلمان بھی مسلمان کہلاتے ہیں۔ اور بھارت میں مسلمانوں کی تعداد چار کروڑ تک بتائی جاتی ہے جو ملک کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے ہیں۔ کہیں کچھ زیادہ اور کہیں کچھ کم۔ لیکن شاید اب بھارت میں کوئی خطہ ایسا نہیں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہو۔ البتہ ایسا ہو سکتا ہے کہ کچھ ایک گاؤں ایسے ہوں جن میں خالص مسلمانوں کی آبادی ہو مگر ارد گرد سے غیر مسلموں خاص کر ہندوؤں کے گاؤں سے گھرے ہوئے ہیں۔

بھارت میں ہندوؤں کی بعض تنظیمیں ایسی پیدا ہو گئی ہیں جو پرلے درجہ کی متعصب ہیں اور وہ سیاسی اور مذہبی وجوہات کی وجہ سے عوام ہندوؤں کو مسلمانوں کے خلاف اکساتے رہتے ہیں۔ زیادہ افسوس اس امر کا ہے کہ کانگریس جو ایک غیر فرقہ وارانہ جماعت ہونے کی دعویدار ہے اس میں بھی ایک ایسا عنصر موجود ہے جو مذہبی نہ سہی۔ مگر تمدنی معاشرتی اور سیاسی وجوہات سے مسلمانوں کو پسند نہیں کرتا۔

اس کے باوجود ہمارا یقین ہے کہ بھارت میں خود ہندوؤں میں ایک بہت بڑا طبقہ ہے جو صلح پسند ہے اور امن سے رہنا چاہتا ہے اور جو مسلمانوں کے خلاف متعصب نہیں ہے مگر جب متعصب تنظیمیں کوئی جھگڑا کھڑا کر کے ان کو بھڑکاتی ہیں تو وہ طبقہ بھی مسلمانوں کے خلاف مشتعل ہو جاتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ بھارت میں آئے دن مسلمانوں کے خلاف فسادات ہوتے رہتے ہیں۔ جن کا حکومت ابھی تک کوئی تدارک نہیں کر سکی۔

یہ ایک بہت ہی پیچیدہ معاملہ ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ان فسادات کی وجہ سے بھارت کے مسلمان اپنا اعتماد کھو بیٹھے ہیں اور وہ مسلمان بھی جو شروع ہی سے کانگریس کے ساتھ رہے ہیں وہ بھی اس صورت حالات سے بڑے فکرمند ہیں چنانچہ حال ہی میں انہوں نے ایک کانفرنس منعقد کی ہے اور کچھ تجاویز پاس کی ہیں۔ ہم یہاں ان معاملات پر تبصرہ نہیں کرنا چاہتے اور نہ کوئی سیاسی قسم کا مشورہ دینا چاہتے ہیں۔ سوائے اس کے کہ بھارتی دستور ایک غیر دینی دستور ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ مذہب کے تعلق میں حکومت غیر جانبدار ہے اور جو فرقہ زیادتی کرتا ہے اسکی باز پرس کرنا اس کا فرض ہے۔

بھارت کے مسلمان یا دوسرے ملکوں کے مسلمان اس امر میں جو کچھ جائز ہو کرنے کے مختار ہیں اور خاص کر بھارت کے مسلمان جو اس مصیبت میں گرفتار ہیں اپنی حالت بہتر بنانے کے لئے جو کچھ بھی کریں بجا ہے ہم ان کے لئے دعا ہی کر سکتے ہیں۔ تاہم ایک بات ہے جو ہم بھارت کے مسلمانوں سے صاف طور پر کہنا چاہتے ہیں کہ اگر وہ مسلمان ہیں تو ان کو واقعی مسلمان بن جانا چاہیئے۔ اگر مسلمان اس لئے مسلمان ہیں کہ یہ کامل دین ہے اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر اپنی نعمتوں کا اتمام کر دیا ہے اور اللہ تعالےٰ اسلام کو پسند کرتا ہے۔ تو باقی کوئی سوال حل طلب نہیں رہتا آج اگر بھارت کے مسلمان یہ اعتماد پیدا کریں کہ وہ واقعی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے مسلمان ہیں تو دنیا کی کوئی طاقت دنیا کا کوئی تعصب ان کو مٹا نہیں سکتا۔ اگر بھارت کے مسلمانوں کا ایک حصہ ہی واقعی مسلمان بن جائے ایسا مسلمان جیساکہ اللہ تعالےٰ پسند کرتا ہے تو چند ہی دنوں میں انکی حالت بدل جائے گی اور وہ فوز العظیم کے حامل ہو جائیں گے۔

انہیں ان درویشوں کی طرف دیکھنا چاہیئے جنہوں نے اوّل اوّل بھارت میں داخل ہو کر دور افتادہ غیر آباد جگہوں میں ڈیرے ڈالے۔ جن کے پاس کوئی ساز و سامان نہیں تھا اور جن کو نہ حکومتوں کا سہارا حاصل تھا اور نہ ان لوگوں کا جو ان کے ارد گرد بستے تھے۔ انہوں نے صحراؤں اور جنگلوں اور ویرانوں میں اللہ تعالیٰ کے نام کا جھنڈا گاڑا اور ہزاروں لاکھوں غیر مسلم ان کے گرد جمع ہو گئے۔ یاد رکھئے ہندوستان میں اسلام انہیں لوگوں نے پھیلایا ہے۔ نہ کہ بادشاہوں نے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ بادشاہوں نے اسلام کو نقصان پہنچایا ہے مگر ان درویشوں نے عوام کے دل اپنے نیک کردار کی وجہ سے موہ لئے۔ اور ان کو اپنا ایسا گرویدہ بنایا کہ آج مسلمانوں سے شاید زیادہ ہندو ان کے مزاروں پر چڑھاوے چڑھاتے اور منتیں مانتے ہیں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ فیض رساں تھے انہوں نے اللہ تعالیٰ سے جو انعام پایا تھا اس کو انہوں نے خلق خدا میں بانٹ دیا۔ انہوں نے اپنا کردار اسلامی اخلاق کے سانچے میں ڈھال لیا تھا اور وہ دنیا میں سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا چلتا پھرتا نمونہ بن گئے تھے انہی کو دیکھ کر ہندوستان میں کئی خدا پرستی کی تحریکیں اٹھیں۔ رامانج۔ کبیر۔ گورونانک۔ مسلمان بادشاہوں سے نہیں بلکہ مسلمان درویشوں سے متاثر ہوئے تھے۔ بھارت کے کیا بلکہ تمام دنیا کے مسلمان اگر صحیح معنوں میں ایسے مسلمان بن جائیں اور ایسے اسلام پر قائم ہو جائیں جو خدا تعالےٰ کا پسندیدہ ہے تو آج بھی ہم وہی معجزہ دکھا سکتے ہیں جو ہمارے پیش روؤں نے دکھایا تھا۔

یہ درست ہے کہ اس وقت بھارت میں بعض کٹر قسم کے متعصب لوگ موجود ہیں پھر بھی ایسے لوگوں کی بھی کمی نہیں جو اسلام کا

(باقی ملاحظہ ہو ص۔ پر)

ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

احمدی نوجوانوں سے خطاب

تبلیغ اسلام کیلئے اپنی زندگیاں وقف کرو اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنو

فرمودہ ۱۳ فروری ۱۹۴۷ء بعد نماز مغرب بمقام قادیان

قسط نمبر ۲

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے یہ غیر مطبوعہ ملفوظات ہیں جنہیں صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

شاہجہان کی بیوی

نے مرنے سے پہلے ایک خواب دیکھا تھا۔ جو اس نے شاہ جہان کو سنا دیا۔ اور اس سے وعدہ لیا کہ مجھے ایسی جگہ دفن کرنا جو اس خواب کے مطابق ہو۔ چنانچہ اس کی وفات پر بادشاہ نے انجینئروں کو بلایا۔ اور سارا نقشہ ان کے سامنے بیان کیا۔ انجینئروں نے کہا کہ ہم ایسی عمارت نہیں بنا سکتے اور نہ ہی ایسی عمارت دنیا میں بن سکتی ہے بادشاہ کو بہت صدمہ ہوا۔ آخر ایران سے ایک نیا انجینئر آیا۔ بادشاہ نے اس سے ذکر کیا کہ میں اس قسم کی عمارت بنوانا چاہتا ہوں بن سکتی ہے یا نہیں۔ اس نے کہا ہاں بن سکتی ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ تمام انجینئروں نے جواب دے دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایسی عمارت نہیں بن سکتی۔ اس نے کہا وہ بھی درست کہتے ہیں اور میں بھی درست کہتا ہوں۔ آپ مجھے کچھ دیر سوچنے کا موقعہ دیں۔ اور مجھے اس جگہ لے چلیں۔ جہاں آپ یہ عمارت بنوانا چاہتے ہیں۔ میں وہ جگہ دیکھ کر فیصلہ کر سکوں گا کہ عمارت بن سکے گی یا نہیں بادشاہ نے اسے بتایا کہ میں

دریا کے دوسرے کنارے

فلاں جگہ عمارت بنوانا چاہتا ہوں۔ اس نے بادشاہ کو کہا کہ میں آپ کے ساتھ اس جگہ چلوں گا۔ آپ کشتی میں دو لاکھ روپے کی ہزار ہزار کی تھیلیاں بھی رکھ لیں چنانچہ بادشاہ نے کشتی میں روپے رکھنے کا حکم دے دیا۔ اور بادشاہ اور وہ انجینئر اور خدام وغیرہ اس کشتی میں بیٹھ کر دوسرے کنارے کی طرف چل پڑے۔ ابھی کشتی تھوڑی دور ہی گئی تھی۔ کہ انجینئر نے ہزار روپے کی ایک تھیلی اٹھائی اور دریا میں پھینک دی۔ اور کہا بادشاہ سلامت اس طرح روپیہ خرچ ہوگا۔ بادشاہ نے کہا کچھ پرواہ نہیں پھر چند گز اور کشتی آگے چلی۔ تو اس نے

ایک اور تھیلی اٹھائی اور دریا میں پھینک دی اور کہا بادشاہ سلامت اس طرح روپیہ خرچ ہوگا۔ بادشاہ نے کہا کچھ پرواہ نہیں چند قدم اور کشتی آگے گئی۔ تو اس نے تیسری تھیلی اٹھائی۔ اور دریا میں پھینک دی۔ اور کہا۔ بادشاہ سلامت عمارت بن تو جائیگی لیکن شائد آپ میری بات کو نہیں سمجھے۔ اس طرح روپیہ خرچ ہوگا۔ بادشاہ نے کہا کوئی بات نہیں۔ پھر چند قدم اور کشتی آگے چلی۔ تو اس نے چوتھی تھیلی اٹھائی۔ اور

دریا میں پھینک دی

اور کہا بادشاہ سلامت شائد میں اپنی بات کو

پوری طرح واضح نہیں کر سکا۔ عمارت تو بن جائیگی۔ لیکن اس طرح روپیہ خرچ ہوگا۔ بادشاہ نے کہا کوئی بات نہیں۔ اس طرح ہر دفعہ چند قدم کے بعد وہ انجینئر ایک تھیلی دریا میں پھینک دیتا اور کہتا کہ بادشاہ سلامت اس طرح روپیہ خرچ ہوگا۔ یہاں تک کہ اس نے دو لاکھ روپیہ دریا میں پھینک دیا۔ لیکن بادشاہ کے چہرے پر ذرا بھی ملال کے آثار ظاہر نہ ہوئے۔ دوسرے کنارے پر پہنچکر اس نے کہا بادشاہ سلامت اب عمارت ضرور بن جائے گی۔ بادشاہ نے کہا کہ تم تو سمجھ گئے ہو۔ لیکن دوسرے لوگ نہیں سمجھے۔ اس نے کہا بادشاہ سلامت

بات دراصل یہ ہے

کہ جس قسم کا آپ نقشہ بتاتے ہیں۔ اس کے لئے کروڑوں روپے کی ضرورت ہے۔ اور انجینئروں نے ایک حد تک اندازہ لگایا۔ کہ بادشاہ اتنا روپیہ دے سکتا ہے۔ اس سے زیادہ نہیں۔ اور اگر اس میں وہ عمارت تیار نہ ہو سکی۔ تو ہمیں بجائے عزت کے ذلت نصیب ہوگی۔ لیکن میں نے آپ کا حوصلہ آزما لیا ہے۔ اور میں سمجھ گیا ہوں کہ مجھے جس قدر روپے کی ضرورت ہوگی۔ آپ بلا دریغ خرچ کرتے چلے جائیں گے اس لئے مجھے اس عمارت کے بنانے کا حوصلہ ہو گیا ہے۔ چنانچہ اس انجینئر نے بادشاہ کے منشاء کے مطابق عمارت بنا کر دکھا دی۔ درحقیقت

تاج محل

بنانے میں بادشاہ کو جتنی قربانی کرنی پڑی تھی۔ وہ ہماری قربانی کا کروڑواں حصہ بھی نہیں۔ کجا ایک طرف تاج محل کا بنانا اور کجا روحانی لحاظ سے ایک نئی دنیا اور نیا آسمان بنانا۔ نئی دنیا اور نئے آسمان کے بنانے کے لئے تو ہمیں کروڑوں گنے زیادہ قربانی کی ضرورت ہے۔ ہم نے ایسی عمارت بنانی ہے۔ جو دنیا کے ذہنوں اور دنیا کے خیالات کو بدل ڈالے۔ ہم نے ایسی عمارت تیار کرنی ہے۔ جو

دنیا کی تہذیب اور دنیا کے تمدن

کو بدل ڈالے۔ ہم نے ایسی عمارت بنانی ہے۔ جو دنیا کے خیالات اور جذبات کو بدل ڈالے کیا ایسی عمارت بغیر عظیم الشان قربانیوں کے تیار ہو سکتی ہے۔ ابتدا میں ایک لمبے عرصہ تک قربانیوں کا بظاہر کوئی نتیجہ نظر نہیں آتا اور انسان یہ سمجھتا ہے۔ کہ میری قربانیاں رائیگاں گئیں۔ لیکن درحقیقت وہ بے کار نہیں ہوتیں بلکہ باکار ہوتی ہیں۔ اور کچھ عرصے کے بعد وہی قربانیاں بار آور ہو جاتی ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں برابر تیرہ سال تک تبلیغ کی لیکن بہت تھوڑے لوگ آپ پر ایمان لائے۔ گویا ایک لمبے عرصہ تک آپ کی قربانیاں بے کار نظر آتی رہیں۔ کیونکہ

تیرہ سال کے عرصہ میں

کل ۸۰ آدمی مسلمان ہوئے۔ گویا چھ سات آدمی فی سال بعض روایات میں دو تین سو کے درمیان بھی ان کی تعداد بیان کی گئی ہے۔ بہرحال تیرہ سال میں دو تین سو آدمی مسلمان ہونا بھی کوئی زیادہ امید افزا چیز نظر نہیں آتی۔ اگر بارہ سال میں تین سو آدمی سمجھے

کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

للّٰہی وقف سے ابدی زندگی ملتی ہے

"مجھے تو تعجب ہوتا ہے کہ جبکہ ہر ایک انسان بالطبع راحت اور آسائش چاہتا ہے اور ہموم و غموم اور کربِ افکار سے خواستگار نجات ہے پھر کیا وجہ ہے کہ جب اسکو ایک مجرب نسخہ اس مرض کا پیش کیا جاوے تو اسپر توجہ ہی نہ کرے۔ کیا للّٰہی وقف کا نسخہ ۱۳۰۰ برس سے مجرب ثابت نہیں ہوا۔ کیا صحابہ کرام رضی اسی وقف کی وجہ سے حیاتِ طیبہ کے وارث اور ابدی زندگی کے مستحق نہیں ٹھہرے؟ پھر اب کونسی وجہ ہے کہ اس نسخہ کی تاثیر سے فائدہ اٹھانے میں دریغ کیا جاوے۔

بات یہی ہے کہ لوگ اس حقیقت سے ناآشنا اور اس لذت سے جو اس وقف کے بعد ملتی ہے ناواقف محض ہیں۔ ورنہ اگر ایک شمہ بھی اس لذت اور سرور سے ان کو مل جاوے تو بے انتہا تمناؤں کے ساتھ وہ اس میدان میں آئیں۔ میں خود جو اس راہ کا پورا تجربہ کار ہوں اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور فیض سے میں نے اس راحت اور لذت سے حظ اٹھایا ہے یہی آرزو رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کے لئے اگر مر کے پھر زندہ ہوں اور پھر مروں اور زندہ ہوں۔ تو ہر بار میرا شوق ایک لذت کے ساتھ بڑھتا ہی جاوے۔"

(ملفوظات جلد دوم)

جائیں تو اس لحاظ سے مزید بارہ سالوں میں تین سو آدمی اور مسلمان ہو سکتے ہیں لیکن ہجرت کے بعد جس طرح اسلام نے ترقی کی وہ امید سے لاکھوں گنا بڑھ کر ہے۔ جونہی مدینہ والوں نے ہجرت کی دعوت دی لوگوں نے بے تحاشا اسلام قبول کرنا شروع کر دیا اور وہ اپنے گھر بار چھوڑ کر مدینہ چلے گئے۔

تاریخوں سے پتہ لگتا ہے

کہ صبح کے وقت محلّوں کے محلے خالی نظر آتے تھے۔ لوگ راتوں رات کوچ کر کے نکل جاتے تھے غرض بظاہر پہلے بارہ سال بے کار نظر آتے تھے لیکن وہ بے کار نہیں تھے بلکہ انہی سالوں کے نتیجہ میں مکہ کے لوگوں کے دلوں میں اسلام نے گھر کیا اور ہجرت کا رستہ کھلنے پر وہ یکدم مسلمان ہونا شروع ہو گئے۔ دین قوا اسلام کی سچائی ان پر پہلے ہی ظاہر ہو چکی تھی۔ لیکن وہ ڈر کے مارے اپنے آپ کو ظاہر نہیں کرتے تھے۔ جب ہجرت کا رستہ کھل گیا تو وہ نڈر ہو گئے اور انہوں نے سرعت کے ساتھ اسلام قبول کرنا شروع کر دیا۔ اللہ تعالے کا قانون ہے کہ ابتدائی حالت میں بعض چیزوں کی قربانی بے کار نظر آتی ہے لیکن بعد میں اس کے نتائج ظاہر ہونے پر انسان کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ قربانی بے کار نہیں گئی۔ دنیا میں اس وقت بعض جزائر ہیں جو کہ

مونگے کے جزائر

کہلاتے ہیں۔ مونگا سمندروں میں ایک کیڑا ہوتا ہے اس میں اللہ تعالے نے انسان کو سبق دینے کے لئے یہ مادہ پیدا کیا ہے کہ مونگوں کے جھول کے جھول آتے ہیں اور وہ پانی کی تہ میں گر کر جان دے دیتے ہیں۔ پھر کچھ اور جھول آتے ہیں اور وہ بھی اسی جگہ جہاں پہلے مونگوں نے جان دی تھی گر کر جان دے دیتے ہیں۔ ساٹھ ستر یا سو سال تک وہ اسی طرح مرتے چلے جاتے ہیں اور ان پر مٹی کی تہیں چڑھتی چلی جاتی ہیں۔ آخر امتداد زمانہ کی وجہ سے وہ مونگے پتھروں وغیرہ کی شکل میں تبدیل ہو جاتے ہیں تھوڑا یا ایک جزیرہ بن جاتا ہے۔ اگر مونگے بھی دماغ رکھتے۔ اگر مونگوں میں بھی عقل ہوتی۔ اگر مونگے بھی سوچ سکتے۔ اگر مونگے بھی قلم سے لکھ سکتے تو ممکن ہے بعض مونگے اپنی قوم کے افراد کو سخت بے وقوف اور احمق گردانتے کہ بغیر کسی فائدہ کے وہ جانیں دیتے چلے جاتے ہیں۔ لیکن بعد میں جب ان کے پوتے پڑپوتے یا ان کے پڑپوتوں کے پڑپوتے آتے تو وہ کہتے کہ ہمارے آباؤ اجداد کتنے بے وقوف تھے کہ وہ اپنی قوم کی قربانیوں کو بے کار سمجھتے تھے۔ ہماری قوم کی قربانیاں بیکار

نہیں تھیں بلکہ ان سے نئے نئے ملک آباد ہو رہے تھے اور ہمیں ایک مستقل پوزیشن حاصل ہو رہی تھی۔ پس

کوئی قربانی بھی بے کار نہیں ہوتی

گو ابتداء میں بے کار ہی نظر آئے۔ لیکن بعد میں اس کے عظیم الشان نتائج ضرور ظاہر ہوتے ہیں۔ بلکہ درحقیقت قربانی کے بغیر کوئی تغیر پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ ہماری جماعت میں سے ہی جب بعض نوجوان اپنی زندگیاں وقف کرتے ہیں تو ان کے والدین اور بعض کی بیویاں کہتی ہیں کہ کیا اچھا ہوتا کہ اگر زندگی وقف کرنے کی بجائے یہ لوگ کوئی اور کام کرتے اور روپیہ سے جماعت کی مدد کرتے رہتے۔ گویا ان کے نزدیک قربانی صرف چند پیسے دے دینے کا نام ہے۔ حالانکہ پیسہ تو بائی سامانوں اور سفر کے اخراجات وغیرہ کے لئے اور لٹریچر کی اشاعت کے لئے ہوتا ہے۔

جہاں تک کام کے ذرائع کا سوال ہے

انسان بغیر پیسے کے بھی کام چلا لیتا ہے اور پیدل چل کر بھی دنیا کا سفر طے کر سکتا ہے۔ اگر کسی نے انگلستان جانا ہو تو وہ خشکی کے رستے فرانس تک پہنچ سکتا ہے اور فرانس سے انگلستان جانے کے لئے درمیان میں بیس میل کی کھاڑی ہے وہ کسی نہ کسی طرح عبور کی جا سکتی ہے۔ اگر جہاز پر بھی سفر کیا جائے تو کل دو تین روپے لگیں گے جو ایک دن کی محنت مزدوری سے انسان کما سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص ہندوستان سے پیدل فرانس پہنچنا چاہے تو اس کے لئے خشکی کا رستہ موجود ہے۔ یہاں سے بلوچستان۔ بلوچستان سے ایران۔ ایران سے عراق۔ عراق سے ٹرکی۔ ٹرکی سے یونان۔ یونان سے یوگوسلاویہ یوگوسلاویہ سے آسٹریا۔ آسٹریا سے سوئٹزرلینڈ اور سوئٹزرلینڈ سے فرانس۔ یہ تمام رستہ خشکی کا ہے۔ ہم تو جلدی پہنچنے اور جلدی پہنچ کر کام شروع کرنے کے لئے مبلغین کو جہازوں پر بھیجتے ہیں۔ ورنہ اگر کسی وقت خدانخواستہ ہمارے پاس روپیہ نہ رہے تو ہم اپنے مبلغین سے کہہ دیں گے کہ وہ پیدل سفر کریں اور اللہ تعالے کا پیغام لوگوں تک پہنچاتے چلے جائیں غرض

مقدم انسان ہے

روپیہ مقدم نہیں۔ روپیہ نہ ہو لیکن آدمی ہوں تو کام چل سکتا ہے۔ لیکن آدمی نہ ہوں اور روپیہ ہو تو کام نہیں چل سکتا۔ کیونکہ آدمی روپے کے قائمقام ہو سکتے ہیں۔ روپیہ آدمیوں کے قائمقام نہیں ہو سکتا۔ اور پھر قربانیوں

میں سے

اصل قربانی وہ ہوتی ہے

جو ابتدائی ایام میں کی جاتی ہے۔ جب دین کو شوکت حاصل ہو جاتی ہے۔ اس وقت کی قربانی انسان کو کوئی خاص مقام نہیں دیتی قربانی وہی ہوتی ہے جب ناامیدی کے بادل سر پر منڈلا رہے ہوتے ہیں۔ جب تمام دنیا یہ کہتی ہے کہ یہ کام نہیں ہو سکتا۔ لیکن انسان صرف خدا تعالےٰ کے وعدوں پر یقین رکھتے ہوئے قربانی کرتا چلا جاتا ہے اور کہتا ہے کہ میرا خدا کہتا ہے کہ یہ کام ہو کر رہے گا۔ دنیا بے شک اس بات کو نہ مانے مگر مجھے یقین ہے کہ یہ کام ہو کر رہے گا۔ لیکن جب حالات سازگار ہو جائیں اور دنیا بھی یہ کہنا شروع کر دے کہ اب تو واقعہ میں یہ لوگ کامیاب ہو گئے ہیں۔ اس وقت جو شخص قربانی کرتا ہے وہ بندوں کی زبان پر یقین کرتے ہوئے کرتا ہے۔ اگر اسے اللہ تعالےٰ کی باتوں پر یقین ہوتا تو وہ پہلے کیوں قربانی نہ کرتا پس اصل قربانی وہی ہوتی

ہے جو ابتدائی ایام میں کی جائے جب کہ حالات مخالف ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو سچا سمجھتے ہوئے انسان اپنا قدم آگے بڑھاتا چلا جائے اور یہ مقام ابتدائی لوگوں کو ہی حاصل ہوتا ہے ؛؛

کنٹریکٹر (ٹھیکیدار) حضرات توجہ فرمائیں!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالےٰ تعمیر مساجد ممالک بیرون کے لئے کنٹریکٹر حضرات کے بارہ میں فرماتے ہیں:-

"ہر سال ٹھیکوں میں جو مجموعی منافع ہو اس میں سے ایک فیصدی مسجد فنڈ میں ادا کیا کریں"

ہمارے ٹھیکیدار حضرات مذکورہ بالا ارشاد کے مطابق تعمیر مساجد ممالک بیرون میں حصہ لے کر ثواب دارین حاصل کریں۔ (وکیل المال اوّل تحریک جدید)

نصرت انڈسٹریل سکول تعطیلات میں بھی کھلا رہیگا

نصرت انڈسٹریل سکول ربوہ جو کہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے زیر انتظام قائم ہے۔ موسمی تعطیلات میں بھی کھلا رہے گا۔ تاکہ سکول اور کالج کی طالبات اس سے فائدہ حاصل کر سکیں۔

نیز جن بہنوں نے سلائی یا کڑھائی کا کام آرڈر پر کروانا ہو وہ بھی کروا سکتی ہیں۔ اور اگر کسی لڑکی نے داخلہ لینا ہو تو وہ داخل بھی ہو سکتی ہے۔

(ہیڈ مسٹرس نصرت انڈسٹریل سکول۔ ربوہ)

روحانی کھیتی اور روحانی پانی

احمدیت ایک روحانی کھیتی ہے اور اس کا بیج سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالےٰ کے اذن سے اپنے مقدس ہاتھوں سے بویا تھا۔ الفضل اس روحانی کھیتی کے لئے روحانی پانی ہے۔

اس لئے کوئی مخلص احمدی اور جماعت ایسی نہیں ہونی چاہئے جہاں کہ الفضل کا روزانہ پرچہ یا خطبہ نمبر نہ جاتا ہو۔ (مینجر الفضل)

درخواست دعا

ہمارے ایک نہایت مخلص دوست عبدالوحید خانصاحب کی اہلیہ صاحبہ کا اپریشن ہوا ہے اپریشن تو بفضلہ تعالےٰ کامیاب رہا لیکن مریضہ کو سخت کمزوری لاحق ہے۔ بزرگان سلسلہ ان کی کامل صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار شیخ محمد حنیف

(امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ)

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ الفضل خود خرید کر پڑھے!

حضرت چوہدری غلام حسن صاحب رضی اللہ عنہ

از مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ بی اے ایل ایل بی وکیل الزراعت ربوہ

(۴)

قادیان میں خود میرے مشاہدہ میں آیا ہے کہ بعض لوگ رقم قبول کر لیتے لیکن پاس نہ رکھتے بلکہ کسی اور مستحق کو دیدیتے چنانچہ ایک دفعہ والد محترم رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک رقم دے کر بھیجا کہ غرباء میں تقسیم کر آؤں میں نے ایک صاحب کو کچھ رقم دی۔ وہ چند دنوں کے بعد والد محترم کو ملے اور بتایا کہ آپ کے بیٹے مجھے رقم دے گئے تھے۔ مجھے ضرورت نہ تھی۔ میں نے ایک اور مستحق کو دے دی۔ سو یہ غنا جو اصحاب الصفہ کا طرۂ امتیاز تھا اس میں شاید یہ مولوی صاحب بھی شریک تھے پھر میں نے بعض بزرگوں کا یہ طریق دیکھا ہے کہ وہ محتاجوں کے حالات سے آگاہی رکھتے ہیں۔ اور صاحب استطاعت کو مناسب تحریک کر کے امداد کروا دیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک بزرگ صحابی جناب شیخ فضل احمد صاحب بٹالوی نے جو قادیان میں والد محترم رضی اللہ عنہ کے ہم محلہ تھے بتایا کہ وہاں پر ان کا یہ دستور تھا کہ جس محتاج کا انہیں علم ہوتا۔ وہ والد محترم کو ملتے اور انہیں بتا دیتے اور آپ ان کی مدد فرما دیتے۔ اس طرح یہ سلسلہ جاری رہتا

قرض حسنہ

قرض حسنہ صدقہ و خیرات سے مختلف قسم کی نیکی ہے۔ میں نے بعض مخیر احباب کو دیکھا ہے کہ کسی مصیبت زدہ کو دیکھ کر اُن کی انسانی ہمدردی جوش مارتی ہے۔ لیکن وہ قرض کی الجھن میں پڑنا برداشت نہیں کر سکتے۔ اگر کوئی قرض مانگنے آئے تو وہ یونہی کچھ امداد کر کے قرض دینے سے معذوری ظاہر کر دیتے ہیں۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس قلیل امداد سے ضرورتمند کا کام سرانجام نہیں پا سکتا تھا

والد محترم رضی اللہ عنہ کا خاص وصف یہ تھا کہ بڑی دریا دلی سے ہر طبقہ کے لوگوں کو قرضہ حسنہ دیتے اور بعض جن کو وہ جانتے ہوتے اور انہیں علم ہوتا کہ اگر انہیں رقم مل جائے تو یہ مکان بنا سکیں گے زمین خرید سکیں گے یا تجارت میں اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکیں گے وہ ضرور قرض دے دیتے۔ آپ واپسی کا یقین وعدہ لیتے اور باقاعدہ تحریری معاہدہ لے کر رقم دیتے اور پھر وصولی کے لئے پوری کوشش کرتے۔ یہ پرواہ نہ کرتے کہ قرض لینے والا ناراض ہو جائے گا۔ ہاں اگر قرضدار مہلت طلب کرتے بڑی خوشی سے دیدیتے بلکہ قرض کی تحریر لکھواتے ہوئے بھی جو وہ مدت کہتا اس سے زیادہ مدت بتاتے کہ بیشک لکھدیں۔ لیکن ادا ضرور کرنا۔ اگر کسی کے متعلق یہ محسوس فرماتے کہ وہ واقعی ادا کرنے کے قابل نہیں تو قرض معاف کر دیتے۔ لیکن اگر کسی کے متعلق یہ خیال ہوتا کہ وہ استطاعت رکھتا ہوا ادا نہیں کرتا تو کبھی معاف نہ کرتے اور لمبا عرصہ گزر جانے کے باوجود بھی کبھی کبھی یاد کرواتے رہتے۔

والد محترم کی اس نیکی سے جو مستفیض ہوئے ہیں میں نے اب تک دیکھا ہے کہ اُن میں سے بعض ذکر کرتے ہیں تو جذبات تشکر کے باعث ان پر رقت آجاتی ہے

والد محترم کے قرض حسنہ دینے اور وصول کرنے کو دیکھ کر مجھے احساس ہوتا کہ یہ تو واقعی ایک بھاری مجاہدہ ہے اور اگر کوئی مخیر اس نیکی میں دوام حاصل کرنا چاہے تو اسے مسلسل جد و جہد کی ضرورت ہوگی۔ کیونکہ وقت پر قرض واپس وصول کرنا بڑا مشکل کام ہے اور اگر کوئی وصولی میں کوتاہی کرے تو وہ جلد اس نیکی کے جاری رکھنے میں تنگی محسوس کرنے لگے گا اور اسے اسکی استطاعت ہی نہ رہے گی۔ اگر آپ کے پاس کوئی مقروض مہلت طلب کرنے یا معاف کروانے آجاتا تو آپ اس میں خوشی محسوس کرتے۔ ایک دوست جن کے ذمہ قادیان کا قرض چلا آرہا تھا۔ والد محترم کے پاس گاؤں پہنچے اور انہیں معاف کرنے کے لئے کہا اور انہوں نے خوشی سے معاف کر دیا۔ بخلاف اس کے ایک اور صاحب کا ربع صدی سے بھی پرانا قرضہ تھا۔ آپ اسے بھولے نہیں۔ ربوہ میں آکر تقاضا کیا چنانچہ انہوں نے واپس کر دیا۔ لیکن پھر بھی پانچ روپے کم بھجوائے۔ والد محترم نے فرمایا پانچ روپے کم ہیں انہیں لکھو کہ یہ بھی ادا کریں۔ میں نے والد محترم کو کہا۔ جانے دیں۔ وہ محترم بزرگ ہیں کیا مانگتے ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ غریب تو نہیں ہیں کہ انہیں چھوڑ دیں۔ لیکن میرے کہنے کے باعث پھر نام نہ لیا۔

آپ حساب کے بڑے صاف تھے اور آپ حساب کی صفائی اور دیانت کے اعلیٰ معیار کے قیام پر بہت زور دیتے۔ آپ فرماتے تھے کہ ہماری احمدیت کا تقاضا ہے کہ ہمارا معیار دیانت و امانت بہت بلند ہو۔

آپ لوگوں پر بڑا اعتماد کیا کرتے تھے اور اس سے بغیر کسی لمبے تعلق کے اور روا قف ہونے کے آپ قرض دے دیتے تھے اور مجھے علم نہیں کہ کبھی آپ نے کسی کی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ضمانت میں رکھی ہو۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہم نے ان کے قرضداروں کی فہرست میں سے ایک تعداد کو ناقابل حصول قرار دیا لیکن مجھے یقین ہے کہ اگر وہ زندہ رہتے تو یہ تعداد اتنی زیادہ نہ ہوتی وہ اکثر سے ضرور وصول کر لیتے۔ لہذا اس فہرست کے ہوتے ہوئے میرا یہی احساس ہے کہ وہ انسانی امداد کے اس قرآنی اصل پر عمل پیرا ہونے میں کامیاب تھے۔

خدمت خلق

والد محترم رضی اللہ عنہ کے اندر حضرت اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت کا بڑا جذبہ پایا جاتا تھا آپ کی مومنانہ سرشت کے لحاظ سے یہ ممکن نہ تھا کہ پڑوس میں کوئی بھوکا ہو اور اطمینان سے کھا پی کر سو رہیں۔ ایک شام گاؤں میں باہر سیر میں میرے ساتھ ایک نوجوان چلا جا رہا تھا کہ اس نے ذکر کیا کہ ان کے ہاں گندم ختم ہے اور وہ مسجد کی روٹیوں کا انتظار کرتے ہیں۔ جب خادم مسجد رات گئے گاؤں میں چکر لگا کر جمع کر کے لاتا ہے تو وہ اسی سے کر اپنا پیٹ بھرتے ہیں۔ مجھے یہ سنکر بہت تکلیف ہوئی۔ میں گھر واپس آیا تو والد محترم سے ذکر کیا آپ نے اسی وقت ان کے گھر آٹا بھیج دیا اور صبح گندم دینے کی ہدایت فرمائی۔ یہی وجہ ہے کہ گاؤں کے ہر طبقہ کے لوگوں کی خواہش ہوتی کہ آپ کے زیر سایہ رہنے کی جگہ مل سکے۔

دیہاتی زندگی اختیار کرنے کے باعث آپ طب کا مطالعہ بھی رکھتے تھے اور عام موسمی بیماریوں میں خود ہی اپنے لوگوں کا علاج کر لیا کرتے۔ ملیریا کے دنوں میں کسی کو بخار ہوتا۔ آپ اسے اپنے سامنے میگنیشیا پلاتے اور پھر کونین کھلاتے۔ ان کا خیال تھا کہ مریض دوائی کھانے میں غفلت کر دیتے ہیں۔ اس لئے احتیاط برتتے شافی خدا تعالیٰ ان کے معمولی علاج میں شفا رکھ دیتا اور ان میں سے اکثر صحت یاب ہو جاتے۔ بعض اوقات حالات کی مجبوری کے باعث خطرناک بیماریوں میں بھی آپ کو علاج کرنا پڑ جاتا۔ عیادت و تعزیت آپ اپنے پر واجب سمجھتے تھے کسی کے بیمار ہونے کی اطلاع ملتی آپ اس کی خبرگیری فرماتے اور کسی کے ہاں کوئی حادثہ ہو جاتا آپ اس کے نقصان کے اندمال کی سعی فرماتے۔ باوجودیکہ آپ کمزور ہو گئے لیکن آپ اس بارہ میں سنت نبوی کی اتباع کو بڑی اہمیت دیتے رہے

زمیندارہ کام کی نوعیت ایسی ہے کہ اس میں اعلیٰ درجہ کا ضبط ہونا ضروری ہے اور ضبط کے قیام کے لئے رحم و عفو و چشم پوشی کی بجائے بعض اوقات غضب و ظلم کا مرتکب ہونے کا خطرہ ہوتا ہے آپ کی یہ خوبی تھی کہ یہاں بھی ہمدردی کا پہلو غالب رہتا اور اپنی ناراضگی کی بجائے قصوروار کی اصلاح مدنظر ہوتی۔ چنانچہ ایک دن گاؤں میں بیٹھے ہوئے تھے اور گرد لوگ جمع تھے کہ ملازمین ایک شخص کو پکڑ کر لائے جس کے سر پر چارہ کی بہت بڑی گانٹھ تھی۔ اس نے چارہ کی گانٹھ گرا دی اور ملازمین کے ساتھ نظریں نیچی کئے کھڑا ہو گیا۔ انہوں نے بتایا کہ یہ ہمارے کھیت سے کاٹ کر لے جا رہا تھا کہ اسے پکڑ لیا۔ وہ شخص کسی دوسرے سفیدپوش کی آبادی میں رہتا تھا اور ہمارے لوگوں میں سے نہ تھا والد محترم نے اس کو ندامت کی حالت میں کھڑے ہوئے دیکھا تو طبیعت میں قطعاً غصہ نہ پیدا ہوا۔ اس کو کہا۔ یہ بتاؤ تمہارے ساتھ دوسرا کون تھا۔ اس نے کہا میں اکیلا ہی تھا۔ والد صاحب نے فرمایا۔ اکیلے اتنی بڑی گانٹھ کیسے اٹھا سکتے تھے تمہارے ساتھ کوئی اور ہوگا۔ اس نے کہا۔ یہ گانٹھ میں نے خود اٹھائی ہے۔ والد محترم رضی اللہ عنہ نے کہا اٹھا کر دکھاؤ۔ وہ مضبوط نوجوان تھا اس نے اٹھائی اور سر پر رکھ لی۔ والد صاحب نے اب پھر یہ اتروانی مناسب نہ سمجھی فرمایا۔ جاؤ لے جاؤ۔ آئندہ چوری نہ کرنا۔

جیسا کہ دیہات میں دستور ہے ہمارے گاؤں میں مسجد کے ساتھ ہی ایک کنواں تھا اس میں پانی خاصا گہرا تھا۔ آپ نے دیکھا کہ غریب مستورات جو سقہ کی اجرت برداشت نہیں کر سکتیں۔ پانی بھرنے کے لئے خود آتی ہیں۔ آپ نے اپنے گھر کے سامنے اپنا کنواں لگوا دیا۔ اور اس طرح عورتوں کو مسجد کے کنواں پر جانے کی ضرورت نہ رہی۔ (باقی)

خط و کتابت کرتے وقت اپنا
چٹ نمبر [illegible]

ارشاد امام

آمد کا بجٹ پچیس ۲۵ لاکھ تک پہنچائیے

(از مکرم میاں محمد عبد الحق صاحب رامہ ناظر بیت المال صدر انجمن احمدیہ ۔ ربوہ)

گزشتہ مجلس مشاورت کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جن الفاظ میں صدر انجمن احمدیہ کے چندوں کو پچیس لاکھ تک پہنچانے کے لئے جماعت کو تلقین فرمائی ہے ۔ اس سے ہر مخلص احمدی کو بیدار اور چوکس ہونا چاہیئے اور اپنے نفس میں اور اپنے گردوپیش میں اچھی طرح غور کرنا چاہیئے کہ وہ کونسی روکیں ہیں جن کی وجہ سے ہماری جماعت ابھی تک حضور کے مقرر کردہ معیار کو نہیں پہنچ سکی اور پھر ان روکوں کو دور کرنے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دی جائے ۔ حضور نے فرمایا :

"مجھے افسوس ہے کہ باوجود اس کے کہ متواتر کئی سال سے میں جماعت کو توجہ دلا رہا ہوں کہ اسے اپنی آمد کا بجٹ پچیس ۲۵ لاکھ تک پہنچانا چاہیئے ابھی تک ہماری جماعت نے اس کی طرف پوری توجہ نہیں کی ۔"

(پیغام بنام نمائندگان مجلس مشاورت سنہ ۱۹۶۱ء)

(۲) حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صدر انجمن احمدیہ کے چندوں کو پچیس ۲۵ لاکھ روپیہ تک بڑھانے کیلئے سب سے پہلے سنہ ۱۹۵۵ء کے جلسہ سالانہ میں تحریک فرمائی تھی ۔ حضور نے فرمایا تھا :

"جیسا کہ میں نے جلسہ کے موقعہ پر بھی دوستوں سے کہا تھا اب وقت آگیا ہے کہ جماعت اپنے زبانی دعووں اور الفاظ کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرے اور جماعت کے تمام دوست تن من دھن سے اسلام کی تقویت کے لئے زور لگانا شروع کر دیں ۔ میں نے جلسہ کے موقعہ پر بتایا تھا کہ اب ہماری جماعت کا کام اس قدر بڑھ گیا ہے کہ جب تک تحریک جدید اور صدر انجمن احمدیہ کی آمدنیں پچیس پچیس لاکھ روپیہ تک نہ پہنچ جائیں اس وقت تک سلسلہ کے کام خوش اسلوبی سے نہیں چل سکتے ۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰ دسمبر سنہ ۱۹۵۵ء الفضل ۱۸ جنوری ۱۹۵۶ء)

(۳) حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بعد بہت سی جماعتوں نے سچ مچ تن من دھن سے زور لگانا شروع کر دیا ۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان چھ سالوں میں ہمارے لازمی چندوں یعنی زکوٰۃ ۔ چندہ عام ۔ حصہ آمد اور جلسہ سالانہ کی وصولی ڈیوڑھی ہو گئی فالحمد للہ علیٰ ذالک ۔ اس کے باوجود گذشتہ سال یعنی ۶۱-۱۹۶۰ء کا بجٹ (جو اس سے پہلے کے کسی بھی سال کی وصولی سے بہتر ہے) حضور کے مقرر کردہ معیار کے نصف سے کچھ ہی اوپر ہے ۔ گویا حضور کی مقرر کردہ حد تک پہنچنے کے لئے ضروری ہے کہ چندوں کی وصولی کی موجودہ بڑھتی ہوئی رفتار کو بھی دوگنا کیا جائے ۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضور کے ارشاد کی تعمیل کی خاطر جماعت کے لئے کس حد تک اپنی جدوجہد کو تیز کرنا لازم ہوگا

(۴) جن جماعتوں نے گذشتہ چند سالوں میں اپنے چندے بڑھانے کے لئے تگ و دو کی ہے ۔ ان میں بھی مزید اضافہ کے لئے بہت گنجائش ہے اور کئی جماعتیں ایسی ہیں جنہوں نے ابھی تک حضور کی اس تحریک کو کسی ادنیٰ حد تک بھی نہیں اپنایا ۔ اور ابھی تک اسی خواب غفلت میں پڑی ہوئی ہیں ۔ جس میں اس تحریک سے پہلے مبتلا تھیں اسی لئے حضور نے فرمایا ہے کہ :

"ابھی تک ہماری جماعت نے اس کی طرف پوری توجہ نہیں کی ۔"

پس حضور کے اس ارشاد کے بعد ہر مخلص احمدی کو بیدار اور چوکس ہو جانا چاہیئے اور اپنے نفس میں اور اپنے گردوپیش میں اچھی طرح غور کرنا چاہیئے کہ اس مقصد کے حصول کے لئے کون کون سے ذرائع اختیار کرنے ضروری تھے جو ہم نہ کر سکے ۔ اور پھر ان ذرائع کے اختیار کرنے اور ان کوششوں کو جاری کرنے میں ایک لمحہ کی دیر بھی روا نہ رکھیں ۔

(۵) حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے اسی پیغام میں جس کا حوالہ اوپر دیا گیا ہے ان وجوہات کی نشاندہی فرمائی ہے جن کے باعث ہمارے چندوں میں حضور کی منشاء مبارک کے مطابق ترقی نہیں ہوئی ۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ مضمون میں ان وجوہات کی وضاحت کروں گا ۔ سردست میں ہر احمدی دوست سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا اب آپ نے اس طرف پوری توجہ کر لی ہے ؟ اگر آپ نے اب پوری توجہ کر لی ہو تو اس میں آپ کا ہی بھلا ہوگا ۔ پھر آپ کی جماعت کا بھلا ہوگا ۔ پھر آپ کی قوم اور آپ کے ملک کا بھلا ہوگا اور پھر اس ذریعہ سے تمام بنی نوع انسان کا بھلا ہوگا ۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ انفال ع ۳ میں فرمایا ہے :۔

یا ایھا الذین اٰمنوا
استجیبوا للہ وللرسول
اذا دعاکم لما یحییکم

اے مومنو ! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی بات سنو جب کہ وہ تمہیں زندہ کرنے کے لئے پکارے ۔ یعنی جب بھی اللہ تعالیٰ ۔ اس کا رسول یا اس کا کوئی نمائندہ تمہاری غفلت اور بے عملی کو دور کرنے کی تحریک کرے اور تمہیں ایسے امور کی طرف بلائے جو تمہیں مہذب پاکیزہ اور اعلیٰ درجہ کی ترقی یافتہ زندگی کی طرف لے جانے والے ہوں اور تمہاری نسلوں کو بھی دکھ اور ذلت کی حالت سے نکال کر امن ۔ خوشحالی اور فلاح دارین تک پہنچانے والے ہوں ۔ (اور اللہ اور اس کے رسول لوگوں کو ایسے امور کی طرف ہی بلایا کرتے ہیں) تو تم اس کی بات سنو اور اسے قبول کرو ۔ کیونکہ اس میں تمہارا ہی بھلا ہے ۔ آمین

ناظر بیت المال صدر انجمن احمدیہ
ربوہ ضلع جھنگ

ہفتہ وقف جدید ۳ جولائی سے ۱۰ جولائی سنہ ۱۹۶۱ء تک

از مکرم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ناظم مال وقف جدید انجمن احمدیہ ربوہ

وقف جدید انجمن احمدیہ کی طرف سے ۳ جولائی سے ۱۰ جولائی تک وقف جدید کا ہفتہ منانے کا فیصلہ کیا گیا ہے ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اس تحریک کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا تھا :۔

"میرے دل میں چونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ تحریک ڈالی ہے ۔ اسلئے خواہ مجھے اپنے مکان بیچنے پڑیں کپڑے بیچنے پڑیں میں اس فرض کو تب بھی پورا کرونگا ۔ اگر جماعت کا ایک فرد بھی میرا ساتھ نہ دے تو خدا میری مدد کیلئے فرشتے آسمان سے اتاریگا"

حضور کے ان الفاظ سے تحریک کی اہمیت پوری طرح واضح ہوتی ہے

جملہ عہدیداران جماعت سے درخواست ہے کہ وہ مقررہ تاریخوں میں وقف جدید کی کامیابی کے لئے پوری پوری کوشش کریں ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے بار بار یہ فرمایا ہے کہ جب تک چندہ چھ لاکھ تک نہ پہنچ جائے اس وقت تک یہ سکیم پوری طرح نہیں چلائی جا سکتی ۔ اور اتنی مقدار میں چندہ تبھی جمع ہو سکتا ہے جبکہ جماعت کا ہر فرد اس میں حصہ لے اور جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے وسعت بخشی ہے وہ اس میں حسب طاقت حصہ لیں ۔

ہفتہ وقف جدید کا پروگرام ذیل میں درج کیا جاتا ہے امید ہے کہ تمام جماعتیں اس کے مطابق کوشش کر کے نتائج سے دفتر وقف جدید کو اطلاع دیں گی تاکہ ان کی حسن کارکردگی کی رپورٹ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کر کے دعا کی تحریک کی جا سکے ۔

پروگرام ہفتہ وقف جدید

۱ ۔ ہر جماعت سے درخواست ہے کہ وہ ایک اجلاس عام منعقد کر کے وقف جدید کی اہمیت اور اس کے موجودہ کام کو لوگوں کے سامنے بیان کرے ۔

۲ ۔ ہر مقام پر مستعد احباب میں حلقہ جات تقسیم کر دئے جائیں ۔ اور کوشش کی جائے کہ حلقہ چھوٹے سے چھوٹا ہو ۔ جن احباب نے وقف جدید کا وعدہ کیا ہو ان سے وصولی کی کوشش کی جائے اور جنہوں نے تاحال وعدہ نہیں کیا ۔ ان سے وعدہ لینے کی کوشش کی جائے ۔

۳ ۔ جن احباب کے ذمہ بقایا جات کی رقم واجب الادا ہے ان سے بقایا جات کی ادائیگی کی درخواست کی جائے ۔

۴ ۔ جماعت کے متمول اور مخیر احباب سے درخواست کی جائے کہ وہ دل کھول کر چندہ دیں ۔

۵ ۔ ان دنوں میں اسلام کی ترقی وقف جدید کی کامیابی اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے لئے خاص طور پر دعا کی جائے ۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ احباب کو بہترین رنگ میں خدمت دین کی توفیق عطا کرے ۔ آمین

جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا ہے ۔ انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصیحت یاد رکھنی چاہیئے حضور فرماتے ہیں :

زبذل مال در راہش کسے مفلس نمے گردد ۔ خدا خود میشود ناصر اگر ہمت شود پیدا
بہ نعمت ایں اجر نصرت را دہندت اخی ورنہ ۔ قضائے آسمان است ایں بہر حال شود پیدا
کریما صد کرم کن بر کسے کو ناصر دین است ۔ بلائے او بگرداں گر گہے آفت شود پیدا

خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے سے کوئی شخص غریب نہیں ہو جاتا اگر حوصلہ اور ہمت پیدا ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ خود مددگار بن جاتا ہے ۔ اے بھائی تجھے تو مدد کرنے کا مفت میں ثواب دیا جا رہا ہے ورنہ یہ تو خدا کا فیصلہ ہے

درخواستہائے دعا

(۱) شیخ فیض الرحمٰن صاحب انسپکٹر بیت المال کئی روز سے بیمار ہیں بخار ہے احباب دعائے صحت فرمائیں ۔
(عبد الرحیم گھسیٹ پور کلاں)

(۲) میرے دوست جمعدار سردار خانصاحب کافی دنوں سے بیمار ہیں احباب سے درخواست دعا ہے ۔ (منشی محمد شفیع احمدی کیمبلپور)

وصایا

ذیل کی وصایا منظوری سے قبل شائع کی جا رہی ہیں۔ تاکہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو مفصل تفصیل سے آگاہ فرماویں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

نمبر ۱۶۰۹۲ میں نورجہاں زوجہ مرزا عبدالرحیم بیگ قوم صدیقی پیشہ خانہ داری عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن ابراہیم بی حکیم جی بلڈنگ ٹیکم داس روڈ رام سوامی گاڑی کھاتہ ڈاکخانہ کراچی نمبر ۳ ضلع کراچی صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹ اپریل ۱۹۶۱ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری جائیداد اسوقت حسب ذیل ہے۔

(۱) میرا حق مہر بذمہ خاوند مبلغ ایک ہزار/۱۰۰۰ روپے ہے
(۲) میرا زیور بتفصیل ذیل ہے۔

(۱) چوڑیاں طلائی چار عدد وزن ۳ تولہ
(۲) جھمکے ایک جوڑی طلائی وزن ۱ تولہ
(۳) لاکٹ طلائی ایک عدد وزن ½ ۱ تولہ
(۴) انگوٹھی طلائی ایک عدد وزن ½ تولہ
جملہ وزن ۶ تولہ قیمت ۷۲۰/-

اس کے علاوہ میری اور کوئی جائداد نہیں ہے میں اپنے حق مہر اور زیورات کے ⅒ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اگر اس کے بعد میں کوئی اور جائداد پیدا کروں یا میری کوئی آمد ہو تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی۔ نیز میرے مرنے کے بعد میری جسقدر جائداد ثابت ہوگی اس کے بھی ⅒ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی

الامۃ۔ نورجہاں بیگم
گواہ شد۔ عبدالرحیم بیگ خاوند موصیہ
گواہ شد۔ شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا مقیم کراچی

نمبر ۱۶۰۹۳: میں چوہدری مبارک احمد ولد چوہدری نواب خان قوم جٹ پیشہ دوکان کریانہ عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن پریم کوٹ ڈاکخانہ حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷ اپریل ۱۹۶۱ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں

میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے۔ دو عدد مکان کچے جن کی قیمت مبلغ ۱۲۰۰/- روپے ہے۔ جس میں میری والدہ کا ⅛ حصہ ہے اور میری ہمشیرہ کا (⅛ حصہ کے بعد) ½ حصہ ہے باقی میری ملکیت ⅔ کی قیمت مبلغ ۷۰۰ روپے ہے اور میرا گھریلو سامان مبلغ ۵۰۰ روپے کا ہے اور میری دوکان سودا وغیرہ اور ادھار مبلغ ۷۰۰ روپے ہے۔ کل جائیداد کی قیمت ۱۹۰۰ روپے ہے میں اسکے ⅒ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم بمد حصہ جائیداد داخل کروں یا جائیداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالہ کر کے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے ⅒ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی لیکن میرا گزارہ صرف اس جائیداد پر نہیں بلکہ اس آمد پر ہے جو کہ اس وقت ۷۰۰ روپیہ سالانہ بذریعہ دوکان ہے میں تازیست اپنی سالانہ آمد کا جو بھی ہوگی ⅒ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتا رہوں گا

العبد:۔ چوہدری مبارک احمد ولد نواب خان سکنہ پریم کوٹ ضلع گوجرانوالہ۔ گواہ شد:۔ چوہدری محمد اسماعیل پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ پریم کوٹ
گواہ شد:۔ چوہدری محمد ابراہیم ولد چوہدری کرم داد سکنہ پریم کوٹ ضلع گوجرانوالہ

نمبر ۱۶۰۹۵: میں امۃ العزیز زوجہ علی احمد خان قوم ملک پیشہ خانہ داری عمر ۲۳ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۱۹۴/۲ نیو کیمپ پی۔ اے۔ ایف ماڑی پور کراچی صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴ اپریل ۱۹۶۱ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے
حق مہر مبلغ چار ہزار روپیہ تھا جو کہ اپنے خاوند سے وصول کر کے اپنے زیورات بنوائے ہوئے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے

۱۔ گلے کا ہار طلائی ایک عدد وزن ۷ تولہ
۲۔ لاکٹ طلائی ایک عدد وزن ۵ تولہ
۳۔ کانٹے طلائی ایک جوڑی وزن ¼ ۲ تولہ
۴۔ جھمکے طلائی ایک جوڑی وزن ¾ ۲ تولہ
۵۔ چوڑیاں طلائی ۷ عدد وزن ۷ تولہ
۶۔ کڑے طلائی ایک جوڑی وزن ۴ تولہ
۷۔ انگوٹھیاں طلائی ۴ عدد وزن ۲ تولہ
جملہ وزن ۳۰ تولہ۔ قیمت ۴۰۵۰/- روپے

میں اپنے زیورات کے ⅒ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اگر اس کے بعد میں کوئی اور جائیداد پیدا کروں یا میری کوئی اور آمد ہوئی تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے بعد جس قدر جائیداد ثابت ہوگی اس کے بھی ⅒ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان ہوگی اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔

الامۃ امۃ العزیز
گواہ شد:۔ علی احمد خان (خاوند موصیہ)
گواہ شد۔ شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا مقیم کراچی

نمبر ۱۶۰۹۶: میں محمد جان بیوہ عبدالغفار خان قوم گوجر پیشہ خانہ داری عمر پچاس سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۰ اپریل ۱۹۶۱ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میرا حق مہر مبلغ چھ صد روپے (۶۰۰/-) تھا جو میں اپنے خاوند سے وصول کر کے خرچ کر چکی ہوں۔ اس کے علاوہ میری جائیداد کوئی نہیں۔ اس وقت ماہوار آمد مبلغ پچاس روپے ہے جو مجھے اپنے بیٹے کی طرف سے ذاتی اخراجات کے لئے ملتی ہے۔

میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ⅒ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتی رہوں گی۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے ⅒ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میرے حق مہر کے ⅒ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان ہوگی۔

الامۃ محمد جان (نشان انگوٹھا)
گواہ شد: عبداللطیف بہاولپوری متعلم خود ساکن دارالرحمت وسطی ربوہ
گواہ شد: غلام باری سیف پروفیسر جامعہ احمدیہ۔ ربوہ

اور مرکز را
ادائیگی زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی ہے

اشتہار زیر دفعہ ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب چوہدری محمد حسن صاحب افسر مال باختیار اسپیشل کلکٹر جھنگ

مقدمہ نک الرمن واقع موضع سمندروانہ تحصیل شورکوٹ

غلام اللہ۔ ولیداد۔ حق نواز۔ غلام حسن پسران شہادت چوہلہ ولد سوہت قوم سیال سکنہ سمندروانہ تحصیل شورکوٹ۔

بنام بشن داس چھتارام پسران تودرام۔ گوردیا رام ولد چلارام غیر مسلم حال بھارت۔

درخواست نک الرمن کھاتہ نمبر ۱۵۲ کا ½ حصہ بقدر ۱۴ جمعبندی ۵۶-۵۵ء

مقدمہ مندرجہ بالا میں بشنداس وغیرہ فریق دوم غیر مسلم ہیں جو کہ اب ترک سکونت کر کے ہندوستان چلے گئے ہیں جن پر اب آسانی سے تعمیل ہونی مشکل ہے۔ لہذا اشتہار اخبار بذریعہ مشتہر کیا جاتا ہے کہ وہ مورخہ ۱۴/۷/۶۱ کو بوقت ½ ۷ بجے بمقام جھنگ صدر حاضر عدالت ہو کر پیروی مقدمہ کریں۔ ورنہ بصورت عدم حاضری ان کے خلاف کارروائی یکطرفہ کی جائے گی۔ آج مورخہ ۲۱/۶/۶۱ بہ ثبت ہمارے دستخط اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم .....
مہر عدالت

• قاہرہ ۲۹ جون۔ قاہرہ ریڈیو نے یہ اعلان کیا ہے کہ کویت کے حکمران شیخ عبداللہ السلام الصباح جمعرات ۴ کو لبنان کے دارالحکومت بیروت پہنچیں گے اور عرب لیگ کے سیکرٹری جنرل سے بات چیت کریں گے۔

درخواستِ دعا

والد محترم چوہدری الیاس الدین صاحب لہلو پور چک ۱۲۷ ر کھ ضلع لائلپور فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد مورخہ ۲۴ رجون کو جدہ سے بحری جہاز پر سوار ہوئے ہیں جو غالباً یکم جولائی تک کراچی پہنچنے والا ہے۔ چونکہ والد صاحب محترم دوران قیام مکہ میں بیمار رہے ہیں اس لئے احباب جماعت اور خصوصاً صحابہ کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ والد صاحب کی بخیریت واپسی کے لئے دعا فرمائیں۔

ناصر الدین
تحریک جدید ربوہ

لیڈر بقیہ

پیغام سننے کے لئے تیار ہیں حقیقی اسلام پیغام جو بلوک عبودیت کی تاریخ سے ... وہ حقیقی اسلام جو قرآن وسنت میں ہے جو سراسر رحمت ہے ہمیں یقین کہ بھارت کی جماعت احمدیہ اپنا فرض ادا کرے گی اور اسلام کا صحیح چہرہ ... حق کو دکھاتی رہے گی تاکہ تاریخ ... سے جو غلط فہمیاں پیدا ہو گئی ہوئی ... وہ جلد از جلد دور ہوں اور دنیا ... کے نزدیک تر ہو جائے۔

ایک احمدی "بچے" کا ایثار

وحید بن حمید جنجوعہ محلہ دارالرحمت ربوہ تعلیم الاسلام ہائی سکول کی آٹھویں جماعت میں پڑھتے ہیں۔ آپ نے امسال کے ٹیسٹ میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ ان کے باپ نے انہیں اس خوشی میں پانچ روپے (۵/-) انعام دیا۔ یہ روپے صاحب نے اخبار الفضل میں بطور اعانت بھجوا دیئے ہیں تا ان کی طرف سے مستحق کے نام سال بھر کے لئے خطبہ نمبر جاری کر دیا جائے۔

احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اس نیک بچے کو لمبی اور صحت والی زندگی عطا فرماوے اور اپنے والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔

(مینجر الفضل)